تاریخ
اولیائے
ٹمل ناڈو
ڈاکٹر جاویدہ حبیب
(ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی، (اردو) ایم اے، عربی)
ٹمل ناڈو اردو پبلی کیشنز
26 - امیر النساء اسٹریٹ - چنئی - 600 002
فون: 8528466، 8133126، 8588467

غلام اعزالدین خان ابن حامد علی خان ابن عبدالحی ابن عبدالواسع ابن شیخ محمد حیات بن شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالقادر (گوپاموی)۔ آخری بزرگ نواب انورالدین خان بہادر کے پوتے ہیں۔

حضرت غلام اعزالدین خان نامیؔ نے عربی و فارسی کی تعلیم مولانا مولوی حافظ محمد حسین سے حاصل کی اور حضرت باقر آگاہؒ سے تصوف اور شعر گوئی میں استفادہ کیا اور آپ نے حضرت باقر آگاہؒ ہی کو اپنا شیخ ہونا پسند فرمایا۔ آپؒ نے نواب محمد علی والا جاہ کی سب سے بڑی لڑکی سلطان النساء بیگم سے نکاح کیا تھا (المتوفی 26/ذی الحجہ 1235ھ م 1819ء کربلا)۔ آپ عمدۃ الامراء کے درباری شاعر ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں

جب مدراس میں سنی شیعہ تنازعہ اپنے عروج پر تھا تو آپؒ نے اپنے پیر و مرشد اور استاد حضرت باقر آگاہؒ کی معاونت کی (یہ تنازعہ 1207ھ م 1792 تا 1216ھ م 1801ء قائم رہا ہے)

آپؒ اپنے صاحب عرفان ہونے کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا تھا مگر آپؒ کے کلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ ولیوں کے دالدہ اور نیکی و راستی پسند صوفی بھی تھے۔ آپ کا انتقال 18/ جمادی اول 1240ھ م 1824ء کو مدراس میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوا اور آپ موجودہ پریسی ڈنسی کالج مدراس کے احاطہ میں جنوبی جانب آسودۂ خواب آخری ہیں اور آپ کے مزار کی عقیدت مند آج بھی زیارت کرتے ہیں۔

مدراس — قطب مدراس حضرت شیخ مخدوم عبدالحق ساویؒ

المعروف بہ حضرت دستگیر صاحب قدس سرہ العزیز میلاپور

حضرت شیخ مخدوم عبدالحق ساویؒ المعروف بہ حضرت دستگیر صاحب قدس سرہ العزیز کی ہستی بابرکات مرکزِ توجہ خلائق کا باعث رہی ہے اس وقت بھی جب کہ آپ باحیات تھے اور اب بھی جب کہ آپ پردہ کر چکے ہیں جیسا کہ اکثر علماء باطن کے حق میں دیکھا گیا ہے۔ سبھی تذکرہ نگاروں نے حضرت مخدوم ساویؒ کی سوانح حیات میں ایک ہی جیسی باتیں نقل کی ہیں۔ تذکرۂ اولیاء دکن میں بتایا گیا ہے کہ ان کے بزرگ ترکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور مدراس کے قصبہ میلاپور میں مقیم ہو گئے۔ پروفیسر یوسف کوکن عمری مرحوم نے اپنی انگریزی شہرۂ آفاق تصنیف ''عربک اینڈ پرشین ان کرناٹک'' میں صفحہ 98 پر حضرت مخدومؒ کا نسب نامہ لکھا ہے۔

شیخ مخدوم عبدالحق ساوی بن عبدالنبی آغا بن محمد مخدوم آغا بن ابراہیم عادل شاہ اول بن اسمٰعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ بانی ریاستِ بیجاپور۔

چونکہ یوسف عادل شاہ ترکی سے ایک تاجر کے ہمراہ جو ساوا کا باشندہ تھا ہندوستان آئے تو لوگ انھیں ساوی کہنے لگے یعنی ''ساوا کے باشندے'' بعد میں اس خاندان کے ہر فرد کے نام کے ساتھ ساوی لکھا

جانے لگا۔ بعض لوگ اس خاندان کو "مغل" بھی تصور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ مخدوم عبدالحق ساویؒ کی پیدائش بیجاپور میں ہوئی تھی اس لئے تذکرہ نگار انھیں حضرت مخدوم بیجاپوری سے موسوم کرتے ہیں مگر ٹمل ناڈو میں آپ "حضرت دستگیر" کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی تاریخ پیدائش آج تک نامعلوم ہے۔ تذکرہ نگاروں نے اس باب میں خاموشی اختیار کی ہے۔

جس وقت حضرت شیخ موصوفؒ سات سال کے تھے کہ ان کی والدۂ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ سن بلوغت کو پہنچے بھی نہ پائے تھے کہ ان کے والد کا آسرا بھی سر سے اُٹھ گیا۔ حضرت موصوف کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوگیا اور آپ نیم وحشی احساس کے ساتھ بیجاپور کی سرزمین چھوڑ دی اور گھومتے گھماتے آپ نظام آباد کے ایک قصبہ بسنت نگر پہنچے۔ دوران قیام بیجاپور آپ نے جید علماء سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی اور اب نظام آباد میں آپ کا بخت چمکا اور علوم باطنی کی طرف آپ کو حضرت ناصرالدین شاہ قادری نے کھینچا۔ حضرت ساوی نے بیعت اور سلوک کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کیں اور اپنے پیرومرشد حضرت ناصرالدین شاہ قادری ہی سے خرقۂ خلافت زیب تن کیا نہ صرف آپ کو اپنے پیرومرشد سے فیض روحانی حاصل ہوا بلکہ آپ نے ان ہی کی صاحبزادی کو اپنی رفیقۂ حیات بنایا۔

شادی اور خلافت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مخدوم ساویؒ زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ ہوگئے اور تین سال تک آپ وہیں قیام پذیر ہوگئے۔ ہر وقت آپ وہاں یادالٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آخرکار آپ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ ہندوستان کا رُخ کیا اور دکن تشریف لائے۔ حرمین شریفین میں آپ نے کئی علماء سے روابط قائم کئے بعد فیض باری تعالیٰ و فیض یابی سے آپ کی قابلیت میں مزید تقویت پیدا ہوی اور علم و تصوف نے مل کر حضرت ساویؒ کی شخصیت کو بہت بلند اور عظیم بنادیا۔ ہندوستان میں بھی آپ نے واپسی میں کئی مقامات کی سیر کی اور متعدد علماء و عرفاء سے شرف استفادہ حاصل کیا۔ اکثر لوگ آپ ہی سے مشرف ہوتے تھے۔ طریقت میں خصوصی طور پر آپ کے رتبے کے برابر دوسرا کوئی نہیں تھا۔ مشکوۃ النبوت میں سید انوار اللہ یوں رقمطراز ہیں۔

"ایشاں را در علوم تصوف و حقائق کمال قدرت بود کسی را مجال نہ بود کہ پیش ایشاں کلام حقائق بیان نماید و از یں علم دم زند"

"آپ کو علوم تصوف و حقائق میں بہت زیادہ کمال حاصل تھا۔ کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ ان کے روبرو حقائق پر گفتگو کرے اور ان کے علم کے آگے دم مارے"

تصوف میں بہت ساری اصطلاحات مثلاً مسئلہ غیریت حقیقی وغیرہ آپ ہی نے رائج کیں دکن میں آپ درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔

یہ دور مدراس میں حضرت خواجہ رحمت اللہ شاہ نقشبندی نائب رسول اللہؒ کا دور تھا۔ حضرت خواجہ رحمت اللہؒ کے والد خواجہ محمد عالم توران سے ہندستان آکر بیجاپور میں مقیم ہوئے تھے اور یہیں ایک متقی و پرہیز گار خاتون سے شادی کی۔ خواجہ رحمت اللہؒ کی پیدائش 1115ء کے آس پاس ہوئی۔ وہ ابھی کمسن ہی تھے کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے والد نے دوسری شادی کرلی اور بلگام میں سکونت اختیار کرلی۔ خواجہ رحمت اللہؒ کرنول میں اپنی خالہ کے ہاں آکر رہنے لگے۔ ان کی خالہ بھنیجے کو علوم منقولہ اور غیر منقولہ کے حصول میں بڑی معاون ثابت ہوئیں۔ خواجہ رحمت اللہ کو تصوف میں بڑی دلچسپی تھی۔ اُنھوں نے کرنول میں ایک عرصہ تک فوج داری کی مگر اس میں ان کا ذرا بھی دل نہیں لگتا تھا محض معاش کی مجبوری تھی۔ اُنھوں نے حضرت سید احمد علوی بروی کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان ہی سے خلافت بھی حاصل کی۔ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوکر آپ مدراس آکر مقیم ہوگئے۔ یہاں آپ کی ملاقات سید حمید الرفائی سے بھی ہوئی اور رفائی سلسلہ میں بھی آپ نے خرقہ خلافت پہنا۔

حضرت خواجہ رحمت اللہ نقشبندی رفائی نائب رسول کے ایک مرید شاہ سید ابراہیم شاہ میر بالاتفاق حضرت مخدوم ساویؒ کے استاد تھے ان ہی کی ایما پر حضرت مخدوم ساویؒ نے مدراس کا رُخ کیا اور تادم آخر یہیں مقیم رہے۔ اس وقت حضرت خواجہ رحمت اللہؒ رحمت آباد نلور میں رہتے تھے۔ حضرت مخدوم ساویؒ نے ان ہی کے دستِ حق پر بیعت کی اور رفائی سلسلہ میں خلافت سے بھی فیض یاب ہوئے اور ان ہی کی دختر نیک سید حلیم صاحبہ سے نکاح کیا۔ یہ ان کی دوسری بیوی تھیں۔ بعد میں آپ نے ایک تیسرا نکاح بھی حاجی حرمت النساء سے کیا اور ان تینوں بیویوں سے کل چھ دختران اور تیرہ فرزند پیدا ہوئے پروفیسر یوسف کوکن نے ان تیرہ فرزندوں اور چھ لڑکیوں کے نام بھی دیے ہیں۔

یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ حضرت نائب رسول قبلہ محرم میں پنجوں، تابوت اور اعلام کے جلوس بالکل ناپسند کرتے تھے اور اس کے خلاف سخت کارروائی کرتے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ اور شریعت کی پابندی میں بڑے سخت اور کٹر تھے اور اپنے مریدین اور خلفاء کو بھی اس کی سخت تاکید کرتے تھے کہ وہ کسی طرح شرعی حدود سے تجاوز نہ کریں۔ آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر کیا جس کا نام ''تنبیہ الانام فی الزجر عن التابوت والاعلام'' ہے۔ یہ فارسی زبان میں ہے۔ دکن میں دو رسالے ''رسالہ بدعت'' اور ''ارشاد نامہ'' تصنیف کیے جن کا موضوع بھی وہی ہے۔ یہاں یہ ذکر بھی اہم ہے کہ حضرت نائب رسولؒ ہی کی وصیت اور تعلیم کا نتیجہ ہے کہ حضرت مخدوم ساویؒ بھی میلاپور میں پنجوں تابوت اور اعلام برداری کی سخت ممانعت کی تھی اور ان کی حیات تک یہ تمام خرافات مفقود تھیں۔

حضرت شیخ مخدوم عبدالحق ساویؒ کی وفات حیدرآباد میں 3/ رجب المرجب 1165ھ کو ہوئی اور

آپ کا جسدِ مبارک باحفاظت ایک تابوت میں بند کر کے کچھ ماہ تک حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسولؒ کے روضہ میں رکھا گیا۔ نواب محمد علی والا جاہ اور دیگر معتقدین کے اصرار اور ایماء پر ہی بڑے احترام اور اہتمام کے ساتھ مدراس لاکر میلا پور میں آپ کی تدفین عمل میں آئی جو آج بھی "درگاہ دستگیر صاحب ساوی" کے نام سے مرجع خلائق وزیارت گاہ معتقدین ہے۔ یہ درگاہ اہم ترین روحانی جاذبیت کی حامل ہے۔

نواب محمد علی والا جاہ[1] نے آپ کی مزار پر ایک شاندار قبہ و گنبد 1204ھ میں تعمیر کیا جس پر یہ کتبہ کندہ ہے۔

ساخت ایں گنبد فلک آسا — حاتم ہند امیر والا جاہ
شاہ محمود بانیش گردید — ابن مخدوم صاحب درگاہ
ہاتف غیب گفت تاریخش — قبہ عرش منزلت ناگاہ

(1204ھ)

حضرت باقر آگاہ نے اعتقاد ورنجش آمیز اشعار لکھے ہیں۔

عبد حق مخدوم اہل معرفت — آنکہ بودش نور مطلق در نگاہ
در بیان کل شیئی فی کل شیی — کوہ را سنجید در میزان کاہ
گر خیال رفعتش آرد بدل — سر بعلیین کشد پابند جاہ
ہر کہ بینا گشت از ارشاد او — دید در ہر ذرہ صد خورشید جاہ
چوں زخود بگذشتہ شد باقی بحق — تا ابد سویش فنا را نیست راہ
خامہ تاریخ وفاتش زد رقم — امجد اہل معارف رفت آہ

(1166ھ)

مذکورہ تاریخ مدراس میں "تدفین کی تاریخ" ہے۔ حیدرآباد میں آپ کے انتقال کی تاریخ اس مصرعہ میں رقم ہے

عمدۂ اہل حقائق رفتہ آہ

1165ھ

حضرت عبدالحق مخدوم ساویؒ سے مستفیض علماء وفضلاء کا شمار ہی نہیں ہے ان میں اہم ترین دو نام

---

[1] عبید اللہ ایم اے کی اطلاع کے مطابق نواب والا جاہ جب انتقال کر گئے تو نواب کی میت کو صندوق میں رکھ کر درگاہ حضرت دستگیر ساویؒ میں ایک رات کے لئے رکھا گیا تو اسی رات کسی سے حضرت ساویؒ نے عالم رویا میں کہا کہ "فقیروں میں بادشاہ ہوں کا کیا کام"۔ دوسرے دن یہ خبر عام ہوگئی اور مدراس کی بجائے۔ والا جاہ کی تدفین ترچنا پلی میں حضرت طبل عالمؒ کی درگاہ کے احاطہ میں عمل میں آئی۔
(حضرت مخدوم عبدالحق ساوی عرف دستگیر صاحب کے مختصر حالات مطبوعہ 1984ء صفحہ 11)

ہیں جنھوں نے ایک عالم کو اپنے طور پر فیض یاب کیا۔

1) حضرت محمد فخر الدین مہکری فخری میلاپوری۔ مرید خاص وخلیفہ حضرت ؒ

2) حضرت سید شاہ ابوالحسن قربیؒ

کہا جاتا ہے کہ حضرت قربیؒ کو خلافت حضرت محمد فخر الدین مہکری فخری میلاپوری سے حاصل ہوئی۔ حضرت قربیؒ نے بالراست حضرت عبدالحق مخدومؒ ساوی سے بھی استفادہ کیا۔ ''انوار اقطاب ویلور'' سے بھی اس بات کو وثوق حاصل ہوتا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت قربیؒ نے شیخ مخدوم ساویؒ کی خدمت میں رہ کر جملہ منازل سلوک طے کئے۔ آپ کے جملہ خلفاء و مریدین میں سب سے زیادہ اسرار الٰہی کا گنجینہ قربیؒ ہی نے پایا۔ شیخ حضرت ساویؒ نے حین حیات ہی میں حضرت قربیؒ کو اجازت دیدی تھی کے وہ بیعت لے سکتے ہیں تو حضرت مخدوم ساویؒ کے صاحبزادے احمد صاحب نے حضرت قربیؒ کے دستِ حق پر بیعت کی ہے۔

حضرتِ قربیؒ بھی اپنے شیخ سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ وہ اپنی ایک طویل نظم '' جواہر الاسرار'' میں یوں لکھتے ہیں۔

شیخ اندر قوم خود ہمچوں نبی در امت است
پیر ما الحمدللہ انبیارا ہمسر است

ایک اور جگہ کہتے ہیں

قربیؔ بتو قرباں شد از کفر مسلماں شد
ہم جسم شد و جان شد مخدوم زتو مستم

جناب عبیداللہ ایم اے، نبیرۂ حضرت مولانا شمس العماء قاضی مفتی مولوی عبیداللہ صاحبؒ باغ دیوان صاحب نے اپنے کتابچے '' حضرت مخدوم عبدالحق ساوی القادریؒ عرف دستگیر صاحب کے مختصر حالات'' میں حضرت ساویؒ کی تصانیف کی ایک فہرست دی ہے اور بتایا ہے کہ آج بھی یہ کتابیں کتب خانہ خاندان شرف الملک باغ دیوان مرحوم کے کتب خانے (امانتی کتب خانے) میں محفوظ اور اچھی حالت میں ہیں۔

دکنی تحریریں :

1) رسالہ میزان المعانی 2) رسالہ غایت التمثیل 3) رسالہ بیان واقعی 4) دلیل محکم 5) رسالہ طریقہ القویم فی طلب صراط المستقیم 6) رسالہ اصطلاحات صوفیہ 7) رسالہ جوامع الاسرار 8) رسالہ صحبت 9) کشف الایمان 10) رسالہ فیض 11) رسالہ ولایت 12) رسالہ مفاتیح الغیب 13) رسالہ حیات

السالکین 14) رسالہ مفتاح التفاسیر 15) زاد الطالبین 16) رسالہ حیات جان 17) غنیمت الوقت 18) رسالہ قبض بسیط

اور پھر موصوف نے یہ اطلاع بھی دی ہے

''ایک اور مجلّہ میں جس کو مجموعہ رسائل مخدوم صاحب در علم سلوک وتصوف'' کا نام دیا گیا ہے دکنی اُردو میں لکھے گئے اس مجموعہ میں دو رسائل بھی شامل ہیں۔ ''رسالہ تنزلات'' اور ''رسالہ در تنزلات'' تحقیق طلب ہیں کہ کیا یہ بھی حضرت دستگیرؒ صاحب کے ہی لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت مخدوم ساویؒ ہندی میں '' گیان بھنڈاری'' سے موسوم ومعروف تھے۔ جناب عبیداللہ صاحب نے اپنے کتابچے میں آپؒ کی ایک غزل اپنے نوٹ کے ساتھ نقل کی ہے جو قارئین کے نذر ہے

غزل حضرت عبدالحق گیان بھنڈاری مدظلہ العالی در بیان وحدۃ فرسودہ اند

پی کر شراب کہنہ خوش خواب رات دیکھا	ساجن قدیم اپنا ہے اپنے سات دیکھا
لاکھانسو (لاکھوں سے) مظہراں کر دکھلا ظہور اپنا	عالم کا کر بہانا کرتا تو بات دیکھا
ظاہر ہوا ہے مجھ کوں دو جگ کے ناپنے میں	تاکس کوں درمعانی ذات و صفات دیکھا
نیں کس وجود بس ہے ہستی دیکھا کے اپنے	ہے فیض سب اسی کا کثرت میں ذات دیکھا
ہجرت دیکھا کے خوباں میں ہے جدا ہمن سوں	اول سوں تا ابد کب ہے مل کے سات دیکھا
پی جام اپس خوشے سوں پایا ہے خواب جس نے	دو جگ میں سرداری تھی اتا نجات دیکھا
ہر گز نہیں ہے واصل آپس کے ہی --- سوں	ملنا تجن کے میرا بعد از وفات دیکھا
چندیں ہزار عالم محروم ہو چلے ہیں	تختاں کی تج خدائی ازلے برات دیکھا

(کتابچے میں خط کشیدہ حصہ جوں کا توں یہاں لکھ دیا گیا ہے)

''حضرت مخدوم بیجاپوری'' کے عنوان سے ''نوائے ادب'' بمبئی کے اکتوبر 1967ء کے شمارے میں ڈاکٹر حبیب النساء بیگم نے حضرت مخدوم ساویؒ کی شخصیت بلند مرتبت کوشش جہت سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ فاضل مضمون نگار نے حضرت مخدوم ساوریؒ کی تحریروں اور تصنیفات پر بھی ایک نظر ڈالی ہے۔ برسبیل تذکرہ آپ نے شاہ ناصر الدین کی ذات بابرکات پر ایک ہلکی نظر ڈالی ہے۔ وہ لکھتی ہیں

''حضرت مخدوم ساوی یا ان کے پیر و مرشد ناصر الدین شاہ کے مزید تفصیلی حالات دستیاب نہ ہو سکے اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کے اس دو مخطوطات کی فہرست کے صفحہ 247 پر نمبر 387 میں تصوف کے ایک رسالہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب جو 98 صفحوں پر مشتمل ہے محمد مخدوم کی تصنیف ہے'' مصنف کے

(نوٹ از جناب عبیداللہ : زندگی میں نقل ہوئی لہٰذا مدظلہ العالی کا لفظ غزل میں استعمال کیا گیا ہے)

متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ شاہ ناصرالدین کے مرید اور خلیفہ تھے شاہ ناصرالدین کے حالات بھی ہمدست نہیں'' اس طرح فہرستی شواہد سے کام لیتے ہوئے وثوق سے کچھ کہنا موصوفہ نے پسند نہیں کیا ہے۔ پھر آگے اطلاع دیتی ہیں۔

'' کچھ دن پیشتر کڑپہ کے ایک معزز خاندان سے آپ کی متعدد تصانیف کا ایک ضخیم مجموعہ دستیاب ہوا جس میں فارسی کے دس رسالے، عربی کا ایک اور دکنی کے متعدد رسالے شامل ہیں'' اس کے نیچے ایک رسالے سے موصوفہ نے ایک دکنی عبارت ایک رسالہ سے نقل کی ہے جس میں سلسلۂ ارادت کے چند بزرگوں کے نام ملتے ہیں۔ مثلاً پہلے تو شیخ ناصرالدین کا نام لیا ہے پھر ذیل کے نام اس تحریر میں ملتے ہیں۔

حضرت شیخ راجی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شاہ محمد قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت دریا محمد قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت حاجی اسحٰق قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شاہ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز

موصوفہ نے حضرت مخدومؒ ساوی کے بعض رسالوں کے نام گنوائے ہیں۔

فارسی میں زادالطالبین، جوامع الاسرار، رسالۂ تصوف، رسالۂ استغناء، حیات جان، قبض وبسط، اور تصوف سے متعلق آٹھ مختلف رسالے رسالۂ سوال و جواب، سلسلۃ التوحید وحیات السالکین، دکھنی میں حیات جان، پنج گنج، تصوف سے متعلق زادالطالبین، جوامع الاسراران میں رسالۂ تصوف (14 صفحوں کا) اور رسالہ استغناء (7 صفحوں کا) کو خود حضرت ساویؒ نے اپنے ہاتھوں سے نقل کیا ہے۔

موصوفہ لکھتی ہیں کہ فارسی رسالوں میں بیچ بیچ میں حضرت ساوریؒ نے دکھنی کا بھی استعمال کیا ہے ''حیات جاں'' ہی کے نام سے اُردو (دکنی) میں بھی 14 صفحوں کا ایک رسالہ بتاتی ہیں فارسی رسالوں کی فہرست میں بھی یہی نام پیش کر چکی ہیں۔

کاوش بدری نے اپنے رسالہ '' قطب مدراس حضرت شیخ مخدوم ساویؒ المعروف بہ حضرت دستگیر صاحب قبلہ'' (مطبوعہ 1983ء مدراس صفحہ 17 میں) حضرتؒ موصوف کی جملہ 100 تصنیفات بتائیں ہیں اور 29 کتابوں کی فہرست دی ہے۔

1) میزان التوحید 2) رسالہ اسم اللہ 3) رسالہ ولایت 4) رسالہ حیاتِ جاں 5) رسالہ سبحان مریدین 6) رسالہ قبض وبسط 7) رسالہ سماع اور راگ 8) رسالہ نسبتی 9) رسالہ فیض 10) رسالہ استغناء 11) عقائدِ صوفیہ 12) تجدد امثال 13) عصائے موسوی 14) میزان المعانی 15) جوامع الاسرار

16) دیباچہ مفتاح التفاسیر 17) مفاتیح الغیب 18) غایۃ التمثیل 19) زادالطالبین 20) حیات السالکین 21) پنج گنج 22) تنبیہ العارفین 23) الطریق القویم فی صراط المستقیم 24) دلیل محکم 25) مکتوبات بنام جمال محمد 26) غنیمت الوقت 27) محک المدعی 28) مفتح الکل 29) بیان واقع

کاوش بدری صاحب کی دی ہوئی فہرست میں بعض نئے نام ملتے ہیں جو دیگر حوالہ جات میں نہیں ہیں۔ انہی کتابوں پر گمان ہے کہ آیا وہ حضرت مخدوم ساویؒ ہی کی کاوشیں ہیں یا کسی معاصر کی۔

حضرت مخدوم ساویؒ کی درگاہ اور کرامات

مدراس میں ڈاکٹر نیٹسن روڈ پر میلاپور کے قریب ''درگاہ حضرت دستگیر'' واقع ہے۔ کچھ عرصے پہلے تک درگاہ اور منسلک قبرستان بڑی بری حالت میں پائے جاتے تھے۔ نہ دیواروں پر چونا کاری نہ قبرستان اور مسجد کی صفائی۔ سماج دشمن عناصر کے باعث بھی درگاہ کی جانب توجہ دینی دشوار تھی۔ مگر حال میں ایک معتقد حضرت مخدوم ساویؒ کی کوششوں سے درگاہ کی مرمت اور قبرستان کی صفائی اور حفاظت کے اقدامات کیے گئے اور اب یہ حالت ہے کہ یہ شہر مدراس کی تمام درگاہوں اور زیارت گاہوں میں سب سے زیادہ پاک صاف اور بہترین انتظامیہ کی آئینہ دار ہے۔ سنا گیا کہ مذکورہ معتقد کو بھی ہدایت حضرت ساویؒ ہی نے دی تھی۔ جب تک حضرت باحیات تھے آپ سے متعدد خرقِ عادات ظہور پذیر ہوئے ہیں جن کے تذکرے مضامین میں مل جاتے ہیں مثلاً راتوں میں سمندر کے قریب ذکر واذکار میں مشغول ہونا اور سمندر کی مچھلیوں سے زبان حال گفتگو کرنا وغیرہ آج شہر کی عورتیں اپنے بچوں کو درگاہ پر لا کر ان کی صحت کی نذر مانتی ہیں اور فیض یاب ہوتی ہیں۔ غیر مسلم عقیدت مندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ کی باطنی توجہ سے پردہ پوشی کے بعد بھی آپ کے ہاں عقیدت مند غیر مسلم آ کر مشرف بہ اسلام ہوتے ہیں۔ حال ہی میں ایک مشہور موسیقار اور اس کا پورا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔ سچ ہے آج کے علماء برسوں میں جو کام نہیں کر سکتے اولیاء کرام لمحوں میں اپنی باطنی توجہ سے انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ حضرت مخدوم ساویؒ یقینی طور پر اولیاء کرام ہی میں شامل ہیں۔

والاجاہ گڑی حضرت مستان اولیاء

1716ء میں آرکاٹ۔ کے حکمران قاسم خان کے قتل کے بعد پہلے ذوالفقار خان اور پھر اُن کے بعد داؤد خان حکمران بنے۔ داؤد خان جب دہلی واپس بلائے گئے تو ان کی جگہ نواب سعادت اللہ خان کو حکمران بنا کر بھیجا گیا جن کی حکومت 1742ء تک قائم رہی۔ نواب سعادت اللہ خان کے بعد نواب محمد علی والا جاہ نے آرکاٹ کی باگ ڈور سنبھالی۔ انہیں کے دور میں حضرت مستان اولیاء دیگر اولیاء کرام کی طرح غالباً بیجاپور سے